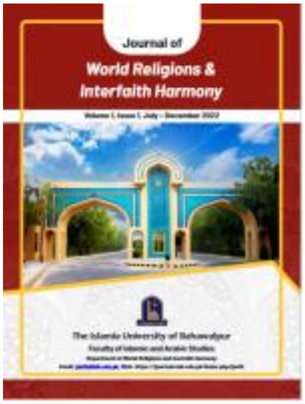

Journal of World Religions and Interfaith
ISSN Print: 2958-9932
ISSN Online: 2958-9940
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/104
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/1625
DOI: https://doi.org/10.52461/jwrih.v1i1.1625

Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title Saladin's Conquest of Jerusalem and Treatment of Minorities: A Historical Review in the Context of Interfaith Harmony

Author (s): Safora Malik

Received on: 18 December, 2022
Accepted on: 20 December, 2022
Published on: 27 December, 2022
Citation: Safora Malik, "Saladin's Conquest of Jerusalem and Treatment of Minorities: A Historical Review in the Context of Interfaith Harmony," *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 1 no. 1 (2022): 27-40.
Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

JWRIH

Google Scholar
ACADEMIA
Crossref
ASIAN Research Index

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

JWRIH 01:01 (2022) pp. 27-40 ISSN: 2958-9932

صلاح الدین کی فتح یروشلم اور اقلیتوں سے سلوک: بین المذاہب ہم آہنگی کے تناظر میں ایک تاریخی جائزہ

Saladin's Conquest of Jerusalem and Treatment of Minorities: A Historical Review in the Context of Interfaith Harmony

Safora Malik
Independent Author
Safooramalikbwp@gmail.com

Abstract

Salah al-Din Ayyubi is known as one of the best generals and rulers in history not only because of his fighting skills, determination and bravery, but also because of his treatment of non-Muslims living in his state. He is known as a symbol of interfaith harmony. The main purpose of the article under review is to present a historical review of Ayyubid's conquest of Jerusalem in such a way as to know what kind of attitude he adopted towards the non-Muslims who settled there after this historical conquest. Does this portion of history provide any lesson that solve contemporary issues of interfaith harmony? To do this, first a brief biography of Ayoubi is written providing an introduction of him as a person, general, and ruler. Jerusalem itself is a historical place of interfaith relations in Judaism, Christianity and Islam. Therefore, taking a brief look at the history of this region, Ayyubid's conquest of Jerusalem is analyzed historically, and particular events are identified that help to understand Ayyubid's treatment of Christians and Jews there.

Keywords: Saladin, Jerusalem, minority rights, interfaith harmony, Muslims, Christians, Jews.

تعارف

صلاح الدین ایوبی نہ صرف اپنی جنگی مہارت، اولو العزمی اور بہادری کی وجہ سے تاریخ میں ایک بہترین جرنیل اور حکمران کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ اس کے اپنی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں سے سلوک کی بنیاد پر بھی اسے بین المذاہب ہم آہنگی کی ایک اہم علامت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ زیر نظر مضمون کا بنیادی مقصد ایوبی کی فتح یروشلم کا ایک تاریخی جائزہ اس انداز میں پیش کرنا ہے کہ علم ہو سکے کہ اس نے اس تاریخی فتح کے بعد وہاں بسنے والے غیر مسلموں کے ساتھ کس قسم کا رویہ اپنایا؟ کیا تاریخ کے اس ٹکڑے سے ایسے واقعات کا کوئی سلسلہ ملتا ہے جو فی زمانہ بین المذاہب ہم آہنگی کے مسائل میں رہنما ہو؟ ایسا کرنے کے لیے پہلے ایوبی کی مختصر سوانح عمری تحریر کی گئی ہے تاکہ اس کے متعلق عمومی معلومات فراہم کی جا سکیں۔ خود یروشلم یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں ایک منفرد حیثیت کا حامل علاقہ ہے۔ لہذا اس علاقے کی تاریخ پر مختصر نظر ڈالتے ہوئے ایوبی کی فتح یروشلم کا تاریخی تجزیہ کیا گیا ہے اور بطور خاص ان واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے جن سے وہاں موجود عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ ایوبی کے سلوک کا اندازہ ہو سکے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت

تاریخی موضوع ویسے ہی بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان سے ہمیں اپنے سے پہلے زمانہ کے طور اطوار معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس تاریخی موضوع سے ہمیں سلطان صلاح الدین ایوبی کی فکر کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی بہادری و شجاعت کا پتہ چلتا ہے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کی فتح بیت المقدس کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے۔ دور حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے موضوعات کو منظر عام پر لا کر بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکے۔ ان اقوام کو غفلت کی نیند سے بیدار کیا جا سکے جو تعصب اور بربریت کو ہی اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔

تعارف و تاریخ یروشلم

یروشلم کا تعارف

یروشلم دو عبرانی الفاظ یر -- شیلم کا مرکب ہے جس کے معنی یہ ہیں "ورثہ امن" ایک دوسرے یورپی مورخ نے اس کے معنی "اثاس امن" قرار دیئے ہیں۔ اس کے کئی نام ہیں۔ مختلف قوموں نے اپنے اپنے عقیدے کی بناء پر اسے مختلف ناموں سے نوازا۔ یہودی اور عیسائی اسے آج بھی یروشلم کہتے ہیں۔ سب سے پرانا نام جیبس (Jebus) ہے۔ یروشلم کا نام

حضرت داؤد علیہ السلام (970-1040ق.م) کے عہد میں اختیار کیا گیا۔ کہیں یہودی رابیوں[1] نے حضرت ابراہیم علیہ سلام (2200) سے منسوب کرنے کے لیے یہ کیا کہ آپ علیہ اسلام نے اسے جرح اور شلم کا اضافہ شیلم کیا یا شالیم کیا۔

قیصر ہادریان نے یہودیوں سے خالی کرانے کے بعد شہر کو "ایلیا کالی تولی نا"[2] سے موسوم کیا اور اس کا پہلا جزو "الیا" کی شکل میں عربی میں محفوظ رہا۔ اس مقدس شہر کو الیا اس لیے کہا گیا کہ اسے ایک عورت الیا نے آباد کیا تھا۔ الیا کے معنی بیت اللہ کے ہیں۔ یہ شہر مسلمانوں یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے یکساں متبرک ہے۔

یروشلم قبل از صلاح الدین ایوبی

اسرائیلی روایات کے مطابق پچیس سو قبل مسیح میں آل سام یروشلم کے مقام پر آکر آباد ہوئے۔ دو ہزار قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے آبائی شہر اُر سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے اور جبرون میں قیام کیا۔ جو اب خلیل بھی کہلاتا ہے ۔یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے چالیس سال بعد آپ کے پوتے اسرائیلی کی یادگار کے طور پر انہوں نے یہاں عبادت گاہ بنائی۔ جب یعقوب[3] علیہ السلام (1644-1791ق م) کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام (1452-1562ق م) پہنچے اور صاحب اقتدار دار ہوئے تو اولاد یعقوب بنی اسرائیل مصر منتقل ہوگئے۔ حضرت یوسف کے وصال کے بعد بنی اسرائیل معتوب ہوئے اور ان کے اگلے چار سو سال بدترین غلامی میں گزرے۔

فرعون مصر سیتی اول کے لڑکے رمیس دوم (1224-1290ق م) کے عہد میں حضرت موسی علیہ السلام کی سرکردگی میں یہ قوم مصر سے نکل کر دریا نیل کے پار وادی سینا میں داخل ہوئی[4]۔ چالیس سال وادی سینا میں خاک چھاننے کے بعد بنی اسرائیل یوشع بن نون کی قیادت میں بادشاہ یروشلم اودلی صدق کو شکست دی۔ بارہ سو اکاون قبل مسیح میں تقریباً دو سو سال بعد دوبارہ یروشلم میں داخل ہوئے۔ اس کامیابی کے بعد بنی اسرائیل نے خبرون کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور چار صدیوں بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کی حکومت کنعان، شام یمن اور اردن تک پھیل گئی۔

---

[1]۔توریت کے عالم کو ربی کہتے ہیں۔

[2]۔ممتاز لیاقت، **تاریخ بیت المقدس** (لاہور: چوک اُردو بازار، 1973ء)، 18۔

[3]۔حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا لقب اسرائیل تھا ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

[4]زوہیب احمد، **مطالعہ یہودیت** (ساہیوال: فروغ زبان پبلشرز، 2021ء)، 24۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو خدا کی طرف سے ایک معبد تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو آپ نے اس مقصد کے لئے جو یروشلم میں ارنان یبوسی نامی ایک شخص سے کھیت کا کھلیان خریدا۔ آپ اپنی حیات میں اس معبد کو تعمیر نہ کر سکے اور حضرت داؤد نے اپنے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تعمیر کی وصیت کی[5]۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے والد کی وفات کے بعد متعین جگہ پر ایک شاندار عبادت گاہ تعمیر کروائی جو تاریخ میں ہے۔ ہیکل سلیمانی کے نام سے معروف ہے۔ اس کی تعمیر نو سو پچاس قبل مسیح میں مکمل ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال 975 مسیح میں ہوا۔ تو نااہل جانشینوں کی وجہ سے یہ شاندار سلطنت طوائف الملوکی کا شکار ہوگئی۔ رجعام بن سلیمان کی تاجپوشی کے پانچویں بادشاہ مصر سی شاک نے یروشلم کو تاخت و تاراج کیا۔ 899 قبل مسیح میں فلسطینیوں اور عربوں نے متعدد حملے کیے اور لوٹ مار کی مگر یوروشلم کی بدترین بربادی بابلی دور میں ہوئی۔

بابلی دور

588 قبل مسیح میں یروشلم کا بابل کے شہنشاہ بخت نصر نے محاصرہ کر لیا جو تقریباً اڑھائی سال تک چلتا رہا اور جس کے نتیجے میں یروشلم کی آبادی کو ہولناک مصائب سے گزرنا پڑا[6]۔ 586 قبل مسیح میں بنوکدرضر کی فوجوں کا قبضہ ہو گیا اور شہر کی تمام فصیل تمام عمارات اور مرکزی معبد کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا گیا۔ اس طرح یہودیوں کی جنوبی ریاست یہوداہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

ایرانیوں کا دور حکومت

539 قبل مسیح میں جب ایران کی پہلی سلطنت کے بانی کورش اعظم، کسرا، خسرو یا کورس نے بابلی سلطنت کو فتح کر لیا اور یہودیوں کو یروشلم واپس جانے کی اجازت دے دی اور پھر کچھ عرصہ بعد ہی اس نے ان کو ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کا پروانہ بھی دے دیا۔ ہیکل ثانی کی تعمیر 515 قبل مسیح میں مکمل ہوئی اور اسے زربابلی ہیکل کا نام دیا گیا۔

5۔ عبد الحلیم شرر، **تاریخ یہود** (لکھنؤ: دلگداز پریس، 1925ء)، 32۔

6۔ ایضاً، 56۔

یونانیوں کا دور

333 قبل مسیح میں ایرانی حکومت پر سکندر یونانی کی فتح کے ساتھ ختم ہو گیا۔ سکندر یونانی کے بعد اس کی وسیع و عریض سلطنت اس کے سرداروں میں تقسیم ہو گی۔ جو تاریخ میں ڈیاڈوچی یا ملوک الطوائف کے نام سے مشہور ہے۔ یونانی حکومت کی کمزوری کے باعث اس مغربی ایشیا کے سلوکسی حکمرانوں نے اپنی الگ ہی خود مختار حکومت قائم کرلی۔ یہودیوں کی یہ حکومت جو اس تحریک کی ایک رہنما یہودِ مکابی کے نام سے موسوم ہے۔[7] مکابی خاندان کی حکومت 140 قبل مسیح سے لے کر تقریباً ایک صدی تک قائم رہی۔

رومیوں کا دور حکومت

63 قبل مسیح میں رومی فوج نے فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ رومی جنرل پومپی آئی نے فلسطین پر براہ راست حملہ کر کے اس کو رومی حکومت کا ایک حصہ بنا لیا۔ اس کے دور میں ایک رومی حاکم جو حکومت کے مفادات اور انتظامات کو دیکھتا تھا۔ دوسرا یہودی سربراہ جو مرکزی معبد کے لیے ٹیکس وصول کرتا تھا۔ رومی سلطنت اپنے وقت کی عظیم ترین حکومت تھی۔ انہوں نے فلسطین میں بہت مظالم شروع کر دیئے۔ اور ایسے قوائد نافذ کئے۔ جو یہودیوں کی شریعت کے خلاف تھے۔۔[8] 75ء میں رومی فوج نے یروشلم پر قبضہ کر کے قتل وغارت گری کی ایک بھیانک مثال قائم کر دی۔ خود مرکزی معبد ہیکل سلیمانی کا سامان لوٹ لیا گیا اور اس کی عمارت کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ (138-117ء) رومی شہنشاہ ہیڈریان یروشلم کو دوبارہ آباد کر کے اس کا نام ایلیا رکھا اور ہیکل کی جگہ رومی دیوتا خدائے امیر کے نام پر ایک عالیشان مندر تعمیر کر دیا۔

مسیحیوں کا عروج

چوتھی صدی عیسوی میں مسیحت کے روم کا سرکاری مذہب بن جانے کے بعد 336 میں قسطنطین اعظم نے اس معبد کی جگہ کلیسائے نشور تعمیر کر دیا۔ 1078ء میں سلجوقی ترکوں نے یروشلم پر قبضہ کر لیا جس کے رد عمل میں 1096ء میں مغربی یورپ سے غیض وغضب کی ایک لہر اٹھی۔ جس نے صلیبی جنگوں کا روپ دھار لیا۔ یورپ اربن دوم کے حکم پر عیسائی

---

[7]- عماد الحسن آزاد فاروقی، **دنیا کے بڑے مذاہب** (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، 1986ء)، 246۔

[8] احمد، **مطالعہ یہودیت**، 52۔

مجاہدین 1099ء میں یروشلم پر قبضہ کر کے مسجد اقصیٰ کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔قبتہ الصخرہ کے اوپر ایک صلیب نصب کر دیا۔اور مسجد اقصی کو معبد سلیمانی کا نام دیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی سوانح عمری

سلطان صلاح الدین ایوبی 1138ء میں تکریت میں پیدا ہوئے[9]۔ ان کے باپ کا نام نجم الدین ایوب تھا۔جو قلعہ تکریت کا حاکم تھا۔سلطان کا بچپن اور جوانی کا دور دمشق اور بعلبک میں گزرا۔جہاں ان کی باپ پہلے عماد الدین اور پھر نور الدین زنگی کے ماتحت ان علاقوں کا گورنر رہ چکا تھا۔سلطان نے بعلبک کے دینی مدرسوں اور دمشق کی جامع مسجد میں تعلیم حاصل کی۔ سلطان کو بچپن سے ہی دینی تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔صلاح الدین نے بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان میں سب سے اہم بیت المقدس کی فتح ہے۔مصر کی فتح کے بعد سلطان صلاح الدین نے 1182ء تک شام،موصل، حلب وغیرہ فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیے۔صلاح الدین کے کارناموں میں جنگ حطین اور تیسری صلیبی جنگ بھی شامل ہے۔

سیرت

صلاح الدین بڑے بہادر اور فیاض تھے۔لڑائیوں میں انہوں نے مسیحیوں کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ مسیحی آج بھی ان کی عزت کرتے ہیں۔ان کو جہاد کا بہت زیادہ شوق تھا۔صلاح الدین کا غیر مسلموں سے سلوک اسلامی تعلیمات کے مطابق تھا۔

رفاہ عامہ کے کام

قاہرہ پر قبضے کے بعد جب آپ نے فاطمی حکمرانوں کے محلات کا جائزہ لیا وہاں بے شمار جواہرات اور سونے چاندی کے برتن جمع تھے۔صلاح الدین نے یہ ساری چیزیں اپنے قبضے میں لانے کی بجائے بیت المال میں داخل کرا دیں۔شام میں اور مصر میں مدرسے اور شفاخانے قائم کیے۔

9-عبد الرحمن ابن خلدون، **تاریخ ابن خلدون** (لاہور: الفیصل،2009ء)،634۔

انتقال

589ء میں صلاح الدین انتقال کر گئے۔ انہیں شام کے موجودہ دارالحکومت میں مسجد امید کے نواح میں سپرد خاک کیا گیا۔ صلاح الدین نے کل 20 سال حکومت کی[10]۔

فتح یروشلم اور صلاح الدین ایوبی

صلاح الدین کو بچپن سے ہی دینی تعلیم کا شوق تھا مگر ان دنوں صلیبیوں سے مسلمانوں کی جنگیں زوروں پر تھیں۔ نورالدین زنگی کے کارنامے مثلاً دوسری صلیبی جنگ میں صلیبیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کرنا، صلیبی سازشوں اور حملوں کو ناکام بنا کر شام اور الجزیرہ کی متحدہ ریاست قائم کرنا اور مصر میں اثر و رسوخ حاصل کیا نئی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑھنا[11] وغیرہ نے ایوبی کو اپنا اسیر کیا ہوا تھا۔ نتیجتاً اس کی مجاہدانہ زندگی کا آغاز نور الدین کے دربار ہی سے ہوا جہاں اس کا چچا سپہ سالار تھا۔ جب اسے مصر بھیجا گیا تو اس نے اپنے بھتیجے کو بھی لشکر میں شامل کروادیا۔

ایوبی بطور وزیر مصر

ایوبی 1171ء میں نورالدین کی زندگی میں ہی مصر کا وزیر بن گیا[12]۔ 1173 میں سلطان نورالدین انتقال کر گئے۔ بعض لوگوں نے جیسے کہ والی کرک ارناط ملک میں فساد برپا کرنا چاہا، لیکن اس کی دانش نے تمام سازشوں کو ناکام بنادیا۔ شام و مصر متحد ہو گیا اور عیسائی سکندریہ شکست کھانے کے بعد صلح پر مجبور ہو گئے۔ صلح کا بارہ سالہ معاہدہ ہوا۔ مگر اس معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کرتے ہوئے والی کرک ارناط نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ جس کی وجہ سے 3 جولائی 1187ء کو حطین کے قریب خونریز جنگ ہوئی جو 4 جولائی کی شام کو انجام تک پہنچ گئی۔

---

[10]– ریحانہ فاروقی، **صلاح الدین ایوبی کے مجاہدانہ کارناموں کے مفصل حالات** (نئی دہلی: چھاپہ خانہ نامعلوم، 1545ء)، ص 257۔

[11]– ممتاز لیاقت، **تاریخ بیت مقدس** (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 1972ء)، 65۔

[12]– ایضاً، 66۔

بیت المقدس پر صلاح الدین کا حملہ

معرکہ حطین کے بعد بیت المقدس کو فتح کرنے کی فضا مکمل طور پر ساز گار تھی[13]۔ کام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے اس نے مصر سے اسلامی بحری بیڑے بھی منگوا لیے۔ 583 ہجری 15 رجب بروز اتوار کو القدس کے 20 قریب وہ اترا۔ ستمبر کو بیت المقدس کا محاصرہ کر کے باب داؤد کے سامنے خیمے گاڑ دیئے[14]۔ اس نے اہلیان شہر کو پیشکش کی کہ اگر وہ ہتھیار ڈال دے اور شہر خالی کر جائیں تو انہیں زراعت کے لئے زمین دی جائے گی۔ مگر پیش کش کے مسترد ہو جانے پر سلطان نے 15 رجب کو محاصرہ کر لیا اور 20 رجب کی صبح سے شہر پر حملہ آور ہوا۔ مگر اس سے پہلے سلطان نقب لگا کر اس کو فتح کرنے کی تدبیر کرنے لگا۔ اس مقصد کے لئے پانچ دن صرف اسی کام میں گزر گئے۔ وہ بذات خود شہر کی دیواروں کے ارد گرد چکر لگا تا رہا تا کہ اس کا کوئی کمزور پہلو تلاش کر کے وہاں سے حملہ آور ہو سکے۔ بالآخر منجنیق نصب کروانا شروع کر دیں۔ دونوں طرف سے پتھراؤ شروع ہو گیا۔

صلیبی فوجوں کی پسپائی

انہیں جہادی و قتالی ایام میں سے امیر عزالدین عیسی بن مالک جو مسلمان قائدین میں سے ایک تھا وہ شہید ہو گئے۔[15] ان کے جام شہادت نوش کرتے ہی مسلمانوں کے جوش اور ولولے میں ایک نیا رنگ پیدا ہو گیا۔ تو انھوں نے یکبار گی ایسا حملہ کیا کہ فرنگیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ کچھ مسلمان خندق عبور کر کے فصیل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ کوئی دیوار توڑ کر اندر خل ہوئے۔ تیر انداز مسلسل تیروں کی بارش کر رہے تھے۔ تا کہ نقاب اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

صلح کا صلیبی پیغام

جب صلیبیوں کے دفاع کرنے والوں نے مسلمانوں کے حملے کی شدت اور القدس کو چھڑوانے کے جذبات کو دیکھا تو انہیں اپنی ہلاکت و بربادی کا یقین ہو گیا۔ تو وہ مذاکرات کرنے کے لیے مائل ہوئے۔ اس طرح عیسائی معززین جمع ہو کر سلطان

---

[13]۔ ایضا، 69۔

[14]۔ ابن خلدون، **تاریخ ابن خلدون**، 366۔

[15]۔ عماد الدین ابن کثیر، مترجم۔ کوکب شادانی، **البدایہ والنہایہ** (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1987ء)، 674۔

کے پاس آئے اور صلح کے لئے پیش کش کی۔ مگر سلطان نے شہر کو بزور شمشیر فتح کرنے پر اصرار کیا۔ اس پر صلیبی حکمران نے کہا کہ ہم اپنی بیوی بچوں کو قتل کر کے تم سے آخری دم تک لڑیں گے۔ اور ان پانچ ہزار مسلمان قیدیوں کو بھی مار دیں گے جو ہمارے قبضے میں ہیں[16]۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے احباب سے مشورہ کیا اور عیسائیوں کی بار بار درخواستوں نے اسے نرم کر دیا اور وہ صلح پر راضی ہو گیا۔ اگر صلاح الدین ایوبی کی تلوار کے ذریعے شہر کو فتح کرتا تو یروشلم کو ایک بار پھر سے خونریز جنگ کا سامنا کرنا پڑتا۔ جیسا کہ بخت نصر اور ہیڈریان کے دور میں ہوا تھا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے 5 ہزار مسلمان قیدیوں کے لیے جو عیسائیوں کے قبضے میں تھے ان کی خاطر اس نے عیسائیوں سے صلح کر لی۔

صلیبیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح کی شرائط

جب اس کے سب ساتھیوں نے اتفاق رائے سے انہیں جان کی امان دینے کا مشورہ دیا تو حسب ذیل شرائط پر صلح ہو گئی[17]۔

1. عیسائی باشندوں میں سے تمام مرد فی کس دس دینار ادا کرے گا۔
2. عورتیں فی کس پانچ دینار ادا کریں گی۔
3. بچے فی کس دو دینار جزیہ ادا کریں گے۔
4. اپنا ضروری سامان اور جانیں شہر سے لے کر چلے جائیں۔
5. جزیہ کی ادائیگی چالیس دن میں ہونی چاہیے ورنہ گرفتار کر لیا جائے گا۔
6. جو لوگ فدیہ ادا نہ کر سکیں وہ بطور غلاموں کے مسلمانوں کے قبضے میں رہیں گے۔

عیسائی ان شرائط پر راضی ہو گئے اور داویہ (ٹمپلرس) کے رئیس اس رقم کے ادا کرنے کی ضامن ہوئے۔ اس جزیہ کے ادا کرنے والے تمام لوگ امن کے ساتھ شہر سے باہر نکل گئے۔

[16]–ابن خلدون، **تاریخ ابن خلدون**، 368۔

[17]–ایضاً، 69۔

یوم الفتح

جن لوگوں نے فدیہ ادا کر دیا اور شہر سے نکلنا تھا وہ امن سے شہر نکل چکے۔ تو بروز جمعہ 27 رجب 582ھ مطابق اکتوبر 1187ء سلطان صلاح الدین ایوبی بیت المقدس میں داخل ہوا[18]۔ اور مسجد عمر اور دوسرے مقامات سے صلیبیوں کو ہٹا کر وہاں اسلامی پرچم لہرا دیا۔

صلیبیوں کو بیت المقدس سے نکالنا

امان نامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد تمام جنگ کرنے والے لوگوں کو جو یروشلم میں تھے۔ صور یا طرابلس جانے کی اجازت مل گئی۔ یہ ویسا ہی منظر تھا جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو وہ لوگ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اذیت پہنچائی تھی ڈر رہے تھے کہ آج کیا ہو گا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اور یوں فرمایا آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم آزاد ہو[19]۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے اس نے بھی عیسائیوں کے ساتھ وہی نرمی والا رویہ اختیار کیا۔

تمام قیدیوں کو رہا کرنے کے بعد اور تمام عیسائیوں کے شہر سے نکل جانے کے بعد سلطان مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوا۔ مسجد کو اس کی اصلی حالت میں لا کر اس کو عرق گلاب سے دھویا گیا اور صاف کر کے نماز پڑھنے کے لیے پاک وآراستہ کیا گیا۔ سلطان کے حکم سے سنگ مرمر کے کثیر التعداد بت جو صخرہ[20] کے اندر سے نکلے تھے۔ اس نے تڑوا کر پھینک دیے۔

مساجد ومدارس کا قیام عمل میں آنا

سلطان کے حکم سے مساجد کی تعمیر کروائی گئی۔ امام اور مؤذن وہاں مقرر کیے۔ ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا۔ اور صلحائے کرام کے لیے مہمان خانہ بنایا۔ دوسرے علوم کی تعلیم وتدریس کے لئے بہت سے اور مدارس قائم کئے اور معلموں اور طالب علموں کے لئے ان کی تمام ضروریات کا انتظام کر دیا۔

---

[18]–ممتاز لیاقت، **تاریخ بیت المقدس**،70۔

[19]–ابن اسحاق، **سیرۃ ابن ہشام**،(4/2)۔

[20]–بیت المقدس میں موریا نامی بلندی پر واقع مسجد۔

صلاح الدین کا صلیبیوں کے ساتھ سلوک

ایوبی نے جو صلیبیوں کے ساتھ سلوک کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ایک نرم دل انسان تھا۔ صلیبیوں کے مظالم کے باوجود ان سے نرمی کا سلوک کیا۔ اگرچہ 15 جولائی 1099ء کو عیسائیوں نے شہر کو فتح کرتے وقت مسلمانوں پر بہت ظلم کیے[21]۔ بچوں بوڑھوں اور جوانوں سب کو ڈھونڈ کر شہید کیا[22]۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کیے۔ معصوم بچوں کو اٹھا کر فصیلوں پر لٹکا دیا گیا۔ علمائے کرام پر تیل چھڑک کر جلا دیا گیا۔ مسجد اقصیٰ میں شہداء کی تعداد سات ہزار سے زیادہ تھی۔ قدس کے گلی کوچوں کے علاوہ ویرانوں اور کھنڈروں میں لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ مسجدوں اور اس کے صحن میں مقتولین کا خون گھوڑوں کے گھٹنوں تک پہنچا تھا۔

اپنے دل کے اطمینان کے لئے عیسائیوں نے لوگوں کو جلایا۔ باقیوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ خود کو میناروں اور چھتوں سے گرا کر ہلاک کر ڈالیں۔ وہاں خون کی ندیاں بہا دیں۔ عیسائی کمانڈروں نے فتح کے بعد یورپ کو خوشخبری کا پیغام پہنچایا اور اس میں لکھا، اگر آپ اپنے دشمنوں کے ساتھ ہمارا سلوک معلوم کرنا چاہیں تو مختصرا اتنا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی حضرت سلیمان علیہ اسلام کے معبد میں داخل ہوئے تو ان کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔

جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو عیسائیوں کی بار بار درخواستوں نے اسے نرم کر دیا۔ اور وہ صلح پر رضامند ہو گیا۔ اس نے جو صلح کی شرط رکھی کہ چالیس دن کے اندر مرد دس دینار ہر عورت پانچ دینار اور ہر بچہ دو دینار بطور فدیہ ادا کر کے شہر سے نکل جائیں۔ ایک عیسائی کی دولت بیت المقدس میں رہ گئی تھی اس کے بدلے از خود اٹھارہ ہزار آدمی رہا کر دیئے[23]۔ اور جو لوگ فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے تو اس نے بے شمار عیسائی باشندے زر فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیئے۔ یروشلم کی ملکہ سبیلہ شہر سے جاتے وقت سلطان سے ملنے آئی تو یس کی عزت کی گئی۔ اس کے شہر کو رہا کر دیا اور سامان سمیت جانے کی اجازت دے دی۔ ملکہ کے ہمراہ ایک بہت بڑی تعداد عورتوں کی بھی تھی جو اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ ان میں سے بہت سی اس کے پاس آئیں اور کہنے لگی۔

---

[21]- ممتاز لیاقت، **تاریخ بیت المقدس**، 69۔

[22]- ایضا، 64۔

[23]- **فاتح بیت المقدس کے کارنامے**، 125۔

"اے سلطان تم ہمارے شہروں کو رہا کر دو وہ ہماری زندگیوں کا سہارا تھے۔ اگر ہمارے مرد آپ کی قید میں چلے گئے تو ہماری زندگی کی آخری امید اور سہارا بھی ختم ہو جائے گا۔"[24] سلطان ان عورتوں کی درخواست سے متاثر ہوا اور اس قدر دل شکستہ خاندانوں کی مصیبت کو دور کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اس کے خاوند بھائی اور بیٹے رہا کر دیئے۔[25]

سلطان صلاح الدین کا قیدیوں سے سلوک

جب مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر چکے تھے۔ اس وقت بیت المقدس میں ایک لاکھ سے زیادہ عیسائی تھے۔ ان کے بہت بڑے حصے میں خود اپنی آزادی خریدنے کی قابلیت موجود تھی اور ایک ریلٹو جس کے پاس شہر کی حفاظت کے واسطے خزانہ موجود تھا۔ اس کے باشندوں کہ ایک حصے کی آزادی حاصل کرنے میں صرف کیا۔ ملک عادل سلطان کی بھائی نے دو ہزار قیدیوں کا فدیہ ادا کیا۔ ایوبی نے دس ہزار عیسائیوں کا زر فدیہ خود ادا کیا[26]۔ مؤرخ لین پول لکھتے ہیں:

> ہم جب ایوبی کی نرم دلی اور ان احسانات پر غور کرتے ہیں تو وہ وحشیانہ حرکت یاد آتی ہے۔ جو صلیبیوں نے فتح بیت المقدس کے موقع پر کی تھی۔ جب بیت المقدس مسلمانوں کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا اور زخمی وہاں تڑپ رہے تھے۔ جب صلیبی بے گناہ اور لاچار مسلمانوں کو سخت اذیتیں دے کر قتل کر رہے تھے۔ بے رحم عیسائیوں کی خوش قسمتی تھی کہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ان پر رحم و کرم ہو رہا تھا۔ اس نے فتح کے بعد عیسائیوں کو امن و امان دیا اور ان ستر ہزار مسلمانوں کا انتقام نہ لیا جو ایک صدی قبل بیت المقدس میں ذبح کر دیے گئے تھے۔ سلطان نے ان کا بدلہ نہ لیا بلکہ ہزاروں عیسائیوں کی مدد کی اور غرباء کو بغیر فدیہ لیے آزاد کر دیا۔[27]

نتائج

زیر نظر مقالے میں صلاح الدین ایوبی کے غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ کا تاریخی تجزیہ کیا گیا ہے جس سے متعدد نتائج سامنے آتے ہیں۔ ان نتائج کا مسیحی فتح یروشلم اور مسلم فتح یروشلم کا ایک تقابل ذیل میں درج ہے۔

---

[24]– ممتاز لیاقت، **فتح بیت المقدس**، 70۔

[25]– ابن خلدون، **تاریخ ابن خلدون**، 368۔

[26]– ایضاء، 368۔

[27]– ممتاز لیاقت، **فتح بیت المقدس**، 70۔

عیسائیوں کے فتح یروشلم	مسلمانوں کی فتح یروشلم
عیسائیوں نے بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے خونریز جنگیں کیں۔	مسلمانوں نے جب بیت المقدس کو فتح کیا خواہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا دور تھا یا صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ کا، ایسی تدبیریں اختیار کی گئیں جن سے یروشلم کی فتح پرامن طریقے سے ہوئی۔
عیسائیوں نے جب بیت المقدس فتح کیا تو یہودیوں پر بہت مظالم ڈھائے ان کو دربدر ذلیل کیا۔ ان کا قتل کیا ان کو بیت المقدس سے نکالا گیا ان کی عبادت گاہ تباہ کر دی گئیں ان کو یروشلم میں آنے کی اجازت نہ تھی ۔صرف اس شرط پر اجازت تھی کہ اگر وہ عیسائی مذہب اختیار کر لیں۔ اگر عیسائی مذہب اختیار نہ کریں تو ان کا قتل کیا جائے گا۔زبردستی عیسائی بنایا جائے ورنہ ان کو یروشلم سے بے دخل کر دیا جائے اور جو شہر میں یہودی آنے کی کوشش کرتا ہے اس پر بہت ظلم ڈھائے جاتے تھے۔	جب مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کیا تو انہوں نے نہ یہودیوں پر اور نہ ہی عیسائیوں پر مظالم ڈھائے بلکہ ان کے ساتھ رحمدلانہ سلوک کیا جب عیسائی یہودیوں پر ظلم ڈھاتے تھے تو یہودی جان بچانے اور چین سے جینے کے لیے ان علاقوں کی طرف روخ کرتے جہاں مسلمانوں کی حکومت ہوتی ۔جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے القدس کی فتح کی تو یہودیوں کو شہر میں آنے کی اجازت ملی۔
عیسائیوں نے بیت المقدس کی فتح کے بعد یہودیوں پر ہی نہیں مسلمانوں پر بھی بہت ظلم ڈھائے بچوں، بوڑھوں جوانوں کو شہید کیا۔اپنے اطمینان کے لیے لاشوں کو جلایا۔ پورے شہر میں خون کی ندیاں بہا دیں۔ کھنڈروں اور گلیوں میں کٹے ہوئے سر، پاؤں اور ہاتھ پڑے تھے۔اس قدر لوگوں پر ظلم کیا کہ اگر گھوڑے بھی چلتے تو ان کے گھٹنوں تک خون تھا مسلمانوں کا جو عیسائیوں نے انتہائی بے دردی کے ساتھ بہایا تھا۔	جب صلاح الدین نے بیت المقدس کو فتح کیا تو ان تمام مظالم کا جو عیسائیوں نے ایک صدی پہلے بیت المقدس کی فتح کرتے وقت مسلمانوں پر ڈھائے تھے کسی کا بدلہ نہیں لیا بلکہ جب عیسائیوں نے جان کی امان طلب کی اور صلح کے لئے کہا تو ایوبی نے صلح کرلی بلکہ معمولی سی رقم کے عوض ہر مرد کا فدیہ دس دینار، عورت کا فدیہ یا پانچ دینار اور ہر بچے کا فدیہ دو دینار پر ان کی جان بخشی کر دی اور ان کو تنگ کیے بغیر شہر سے پرامن طریقے سے جانے دیا۔جو لوگ فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ان

	کو غلام بنانے کی بجائے ان کو بھی آزاد کر دیا۔
عیسائیوں نے مسلمانوں کے مقدس مقامات کے اندر بت بنا رکھے تھے اور ان مقدس مقامات کی دیواروں پر خنزیر کی تصویریں بنا رکھی تھیں اور ان مقامات کی اصل شکل کو بگاڑ رکھا تھا۔	جب صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا تو وہاں کے تمام مقدس مقامات کو پاک کرایا اور جہاں مرمت کی ضرورت تھی مرمت کرائی اور ان کو اصل شکل میں بحال کیا۔
عیسائیوں نے تمام مساجد کو مسمار کر دیا تھا۔ مسجد اقصیٰ کے اندر جانور باندھے۔ وہاں جانوروں کا بھوسہ رکھا۔ ایک حصے میں پادریوں کے مکانات بنے ہوئے تھے۔	صلاح الدین ایوبی نے مساجد کی تعمیر کرائی اور مدارس کی بھی۔ مسجد اقصی کو ناپاکیوں سے پاک کیا، وہاں نماز کا اہتمام کیا، مدارس کے علاوہ سائنسی علوم کے لیے بھی صلاح الدین نے اہتمام کیا۔ ایسے شواہد بہت تھوڑے ہیں جن سے علم ہو کے اس نے دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو تباہ کیا۔

درج ذیل تقابل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صلاح الدین ایوبی کی حکمت عمل بین المذاہب ہم آہنگی کے ضمن میں ایک منفرد باب ہے۔ ایوبی کی شخصیت اسی لیے مغرب و مشرق میں یکساں طور پر مقبول ہے۔ اس حوالے سے سیمینارز اور کانفرنسز وغیرہ منعقد کر کے بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔